(Abstract)

"HINDUSTANI MUSLIM KHAWATEEN" KI ILMI KHIDMAT

Supervisor
Prof. Shees Ismail Azmi

Resarch Scholar
NAHEED ZAFAR

Department of Islamic Studies
JAMIA MILLIA ISLAMIA
Jamia Nagar, New Delhi-25

تلخیص

''ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات''

مذکورہ مقالے میں اصل عنوان سے پہلے پانچ ابواب اور شامل کئے گئے ہیں باب اوّل کے تحت ''اسلام میں خواتین کی حیثیت'' پر اجمالی نظر ڈالی گئی ہے۔ ابتداء میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ عہد جاہلیت کی عورت کس طرح تمام حقوق سے محروم ذلت و رسوائی کی زندگی گزار رہی تھی اور پھر اسلام نے کون سے بے شمار حقوق دے کر اس کا وقار بلند کیا اور عہد جاہلیت کے برعکس ایک قابل قدر و لائق احترام ہستی بنادیا۔ یہ فخر بھی اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے علم کے دروازے مرد و عورت دونوں کے لئے کھول دئے۔ جہاں اس نے مردوں کو تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی وہیں عورتوں پر بھی اسے لازم قرار دیا۔

باب دوم میں ''ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد'' کا سرسری جائزہ لینے کے ساتھ ہند پر مسلمانوں کے حملے کی وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں نیز محمد بن قاسم سے لے کر آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر تک کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ مسلم حکومت جو ۱۱۹۳ء میں محمد غوری نے پرتھوی راج کو شکست دے کر قائم کی اس کی وفات کے بعد مختلف خاندانوں یعنی خاندانِ غلاماں، خلجی خاندان، تغلق خاندان، سید اور لودی خاندان کے دور حکومت سے گزرتی ہوئی آخر میں خاندان مغلیہ کے ہاتھوں میں آگئی۔

باب سوم ''ہندوستانی مسلم معاشرے میں خواتین کی حیثیت'' کا احاطہ کرتا ہے، یہاں مختصراً یہ بتایا گیا ہے کہ ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار میں معاشرہ عورت کو کس نگاہ سے دیکھتا تھا اور اسے سماج میں کیا مقام حاصل تھا، نیز ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد اس کی حالت میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟

باب چہارم کے تحت ''عہد وسطی میں مسلم خواتین کے تعلیمی نظام'' پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس عہد میں خواتین کی تعلیمی حالت کیسی تھی؟ طریقۂ تعلیم کیا تھا؟ تعلیم نسواں کے بارے میں لوگوں کے کیا خیالات تھے؟ نیز سلاطین و بادشاہوں نے تعلیم نسواں کے میدان میں کیا کارنامے انجام دئے؟

باب پنجم میں ''انیسویں صدی میں مسلمان خواتین میں تعلیمی فروغ'' کی بابت معلومات فراہم کی گئی ہیں، یعنی اس عہد میں ہوئی تعلیمی ترقی، اس کے لئے ہوئی کوششوں، جدوجہد اور تحریکوں کو سامنے لایا گیا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گذرتے وقت اور حامیان تعلیم نسواں کی کوششوں سے تعلیم نسواں کس طرح ترقی کے منازل طے کرتی ہوئی انتہائی بلندیوں پر پہونچ گئی۔ اور لوگوں نے اس کے لئے کتنی پریشانیوں اور دقتوں کا سامنا کیا۔ مشنریوں اور ان کی خواتین کے زبردست کارناموں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب ششم ''ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات'' جو کہ اس تحقیقی مقالہ کا اصل موضوع ہے، اس میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ہند میں مسلم خواتین کے ذریعہ کی گئی علمی خدمات کا جائزہ لیا جائے۔

تحقیق کا عہد چونکہ عہد سلطنت تا ۱۹۴۷ء طے پایا تھا اس لئے ہر طرف سے چشم پوشی کر کے اس عہد کا مطالعہ کیا گیا۔ ہر عہد میں دیکھا یہ گیا کہ خواتین کی خدمات کا ایک بڑا حصہ شاعری پر منحصر ہے یوں تو خواتین نے ہر موضوع پر شاعری کی ہے لیکن چونکہ ہمارا موضوع ''علم'' تھا اس لئے عشقیہ روحانی اور جذباتی کلام سے قطع نظر مذہبی، اصلاحی، قومی وملی اور پیغامی علمی وادبی شاعری کو ہی شامل کیا گیا ہے۔ نیز بازاری خواتین (طوائفوں) کے کلام کو بھی جگہ نہیں دی گئی۔

شاعرات کے علاوہ بڑی تعداد افسانہ نگار، ناول نگار خواتین کی بھی نظر آئی، اس سے اندازہ ہوا کہ خواتین نے نثر کے میدان میں بھی اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین نے مفید وعلمی کتابیں بھی تصنیف کیں اور اسکول ومدارس بھی قائم کئے۔ کتابیں تصنیف کرنے والی خواتین کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور اسکول ومدارس قائم کرنے والی بے شمار خواتین کا اس مقالہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

دورانِ تحقیق جب پرانے رسائل وجرائد جو بھی دستیاب ہو سکے جیسے عصمت، تہذیب نسواں، خاتون، مسلمہ، سہ ماہی منہاج وغیرہ کا مطالعہ کیا گیا تو اس بات کا بھی انکشاف ہوا کہ خواتین مضمون نگاری میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں۔ اُنہوں نے تقریباً ہر موضوع پر قلم اُٹھایا ہے جس میں تعلیم، بالخصوص تعلیم نسواں، حفظانِ صحت، امورخانہ، پرورش وتربیت اطفال، مفید معلومات، ادب انشاء جیسے بے شمار موضوعات تھے لیکن چونکہ ہمارا موضوع ''علم'' تھا اس لئے ''تعلیم'' سے متعلق مضامین کی تلخیص بیان کی گئی ہے۔ نیز تعلیم کی بابت خواتین کی مفید تقاریر وتجاویز کو بھی جگہ دی گئی ہے۔

طے شدہ عہد کے پیش نظر اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ صرف اُنہی خواتین کے کلام کو شامل کیا جائے جو اس عہد سے متعلق ہیں۔ لیکن مقالہ میں کچھ ایسی خواتین بھی زیر بحث لائی گئی ہیں جو ۱۹۴۷ء کے بعد تک حیات رہیں۔ ان حالات میں مذکورہ خواتین کا صرف ۱۹۴۷ء تک کا ہی کلام شامل کیا گیا ہے۔

یوں تو مختلف عہد میں ہمیں ایسی متعدد خواتین نظر آئیں گی جن کے کلام اور خدمات کو توصیفی نظروں سے دیکھا جائے گا جیسے مغل عہد میں گلبدن بیگم، جہاں آرا بیگم، زیب النساء وغیرہ کے کارنامے قابل تعریف ہیں نیز دورِ جدید میں بھی کئی خواتین اس خوبی کی حامل نظر آتی ہیں اور ان کی علمی خدمات اس لائق ہیں کہ اُنہیں سراہا جائے۔ لیکن عہد جدید میں سرفہرست بیگمات بھوپال نظر آتی ہیں۔ ان خواتین کا قابل فخر کارنامہ یہ ہے کہ ایک طرف یہ بہترین وکامیاب حکمراں تھیں، منتظم، شاعرہ اور مصنفہ تھیں۔ اور دوسری طرف اُنہوں نے تعلیم اور تعلیم نسواں کے لئے جو کچھ کیا ان حالات میں غیر معمولی کام ہے۔ خصوصاً نواب شاہ جہاں بیگم اور نواب سلطان جہاں بیگم کی علمی خدمات تو اس لائق ہیں کہ اُنہیں خراج عقیدت پیش کیا جائے۔

ناہید ظفر